ڈاکٹر جہانگیر اقبال تانترے
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فارسی

جامع الکمالات حضرت علامہ شیخ یعقوب صرفیؒ

''بحر العلوم و منبع الفنون''

خُدا طلبی اور علم طلبی کیسے علامہ موصوف کو سکون سے بیٹھنے دیتی، اس امر نے ہمیشہ آپ کو مثلِ سیماب بے قرار بنا دیا تھا۔ اِسی مقصد کی تکمیل کیلئے آپؒ نے ملک ملک بلکہ در در کی خاک چھاننے کی ٹھان لی تھی۔ تائید ایزدی اور باطنی نگہبانی نے آپؒ کو ہر لمحہ قدم قدم پر معاونت کی۔ ایک رُوز جب سیر و تفریح کیلئے کہیں باہر گئے تھے۔ تو عین نماز فجر کی پہلی رکعت کے دوران زور سے آہ نکالی اور اللہ، کہکر بے ہوش زمین پر گر پڑے، ساتھیوں نے دیکھا کہ اُن کے پاؤں سے خون بہ رہا تھا۔ پاؤں زخمی تھے۔ عصر تک ابی بے ہوشی کے عالم میں رہے۔ ہوش میں آئے تو استفسار پر جوابا فرمایا کہ ''جب پہلی ہی رکعت تھی کہ میرے سامنے سے دو بزرگ حضرت امیر کبیر میر سید علی ھمدانیؒ اور کوتوال حضرتِ سید محمد خلیلؒ چاند سا روشن چہرہ لئے جلوہ گر ہوئے۔ میر سید علی ھمدانیؒ کے حکم پر کوتوال حضرتِ سید محمد خلیلؒ نے میرے پاؤں پر تلوار کا زخم لگایا اور فرمایا کہ اب یہ جوان کبھی راہ حق سے انحراف نہیں کرے گا۔ فرمایا:

''این گریز پائے را پائے برید
بکن کہ بار دیگر نگریزد'' ۱

قلب ونظر کے سامنے ابھی یہی سماں تھا کہ دوسرے ہی دن پھر بیہوش ہوگئے۔ کچھ دیر بعد ہوش میں آئے تو فرمایا کہ میں نے مخدوم اعلم حضرت شیخ کمال الدین حسین الخوارزمی کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا کہ:۔[۲]

''نام من شیخ حسین الخوارزمی است، حضرت شاہ ہمدانؒ مرا بہ تربیت توامر کردہ است''[۳]

میرا نام شیخ حسین الخوارزمیؒ ہے اور مجھے حضرتِ امیر کبیر سید ہمدانیؒ نے آپ کو تربیت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب آپ بہت جلد ماوَرالنہر پہنچ کر میرے پاس آنا۔ تاکہ آپ کو یہاں تحقیقِ حق اور معرفت الٰہی کا جام پلایا جائے گا۔[۴] کشمکش کا عالم ہے کہ ایک طرف علامہ موصوف کے اندروں کو تپش ایمان اور تلاش حق نے بے چین بنا رکھا تھا تو دوسری طرف اُدھر آپؒ کے والدین اور اقرباء اس سفر پر جانے میں مُخل ہو گئے تھے۔ اس طلاطم خیز کشمکش میں بھی آپؒ کے پائے استقلال میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں آیا بلکہ برابر سفر سعید پر جانے کیلئے مُصر رہے۔ خدائے لم یزل نے آپؒ کو اس اضطرابی صورتحال سے نکالنے کیلئے خود رہنمائی فرمائی۔ سرینگر کے خانقاہِ معلیٰ میں استخارہ کے ارادے سے خلوت نشین ہوگئے تو وہیں پھر ایک بار امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ جلوہ گر ہو کر آپؒ سے یوں مخاطب ہوئے:۔

''اے فرزند میں آپ کو مخدوم اعلم کے سپرد کیا ہے۔ جلدی اُن کے پاس جاؤ اور ہمارے فیض وبرکات کے واث بن جاؤ''[۵]

بیدار ہوئے تو والدین سے حقیقت حال بیان کر کے سفر سعید کیلئے مُصمم ارادہ کر لیا۔ آپؒ کا یہ مُصمم ارادہ اور ہمت واستقلال دیکھ کر والدین آپؒ کو رخصت کرنے پر راضی ہوگئے تو اُسی دم رخت سفر باندھ لیا اور ماوَرالنہر کا سفر شروع کیا۔ اپنے

ساتھ ہمسفر اور ہمرکاب اپنے برادر جناب میر نوروز کے علاوہ تین اور ساتھی جناب یوسف کوکہ، بوٹہ صوفی اور جناب شیخ بہرام کر دیئے ۔ ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن کر یہ پانچ نفری قافلہ پرخطر اور دشوار گذار درء بانہال کے راستے سے جانب منزل روانہ ہوگیا ہے۔؁۶

ایک پُرانی کہاوت ہے۔''السفر ء'' غور کرنے کا مقام ہے کہ آج سے پانچ سو سال قبل سفر کرنا کتنا دشوار تھا۔ جب لق و دق صحراؤں سے کئی دنوں بھوکے پیاسے گذرنا پڑتا تھا۔ رہزنوں، لُیٹروں، اور درندوں کا خوف، دُھوپ کی تمازت اور سردی کی شدت، یہ وہ خطرات تھے جن سے قدیم مسافروں کو سامنا ہوتا تھا۔ ایسی ہی پُرخطر، برفانی پہاڑوں کی دشوار گذار راستوں سے گذر کر حضرتِ شیخ یعقوب صرفیؒ اپنے ہمسفروں کے ساتھ خوارزم روانہ ہوگئے۔ دورانِ سفر جہاں اور جب بھی کوئی تکلیف یا کوئی مشکل درپیش آتی تو وہیں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پردہ غیب میں مشکل کشائی کے سامان مہیا ہوتے تھے۔ ان اسفار میں علامہ موصوف سے متعلق کتنے ایسے واقعات ہیں جو ان بات کے شاھد ہیں ایک واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ موصوفؒ اس سفر کے دوران قافلہ کے ہمراہ کسی علاقہ میں پہنچ گئے، جہاں کے حاکم نے انھیں آگے گذرنے سے رُوکا تو ہوا یوں کہ اسی رات حاکم علاقہ مذکورہ نے ایسا وحشتناک خواب دیکھا کہ دوسرے روز علی الصباح وہ آپؒ کے استقبال میں آیا اور عاجزی کی اور اپنے درباریوں کے سمیت مسلمان ہونے کا علان بھی کر دیا اس طرح وہ سب لوگ علامہ موصوفؒ کے خادموں کے صف میں شامل ہوگئے تھے۔؁۷

اپنے ان اسفار کے بارے میں خود آپؒ نے اپنی ایک شہرہ آفاق تصنیف "مغازالنبی" میں باضابط ایک باب "حقائق سفر" باندھ کر مفصل تذکرہ کیا ہے۔ یہاں اس مقالہ میں ان سب حقائق کا احاطہ کرنا ممکن ہے۔ بہر حال تمام تر مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے علامہ صرفیؒ دور دراز ملکوں کا سفر کر کے وسط ءایشاء کے ایک شہر، شہر خوارزم میں پہنچ گئے۔ جو حضرتِ مخدوم شیخ حسین خوارزمیؒ کا وطن عزیز تھا۔ جہاں مخدوم اعلم ایک ایسی عمارت میں سکونت پزیر تھے جس کے سات کمرے اور سات دروازے تھے۔ ساتھ کمروں میں سات خلیفہ رہا کرتے تھے جو نو وارد طالب حق کو یکے بعد دیگرے اپنی تربیت میں رکھ کر سلوک اور روحانیت کے منازل طے کراتے تھے۔ پھر مدتِ مُعینہ کے بعد اُس طالب حق کو مرشد کامل حضرتِ مخدوم اعلم الخورزمیؒ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ ۸

یہاں حضرت علامہ موصوفؒ کے ساتھ اس روایت سے ہٹ کو معاملہ کیا گیا۔ موصوفؒ مرشد کامل کی خانقاہ عالیہ میں اندر داخل ہونا ہی چاہتے کہ خود مرشد کامل آپؒ کے استقبال کیلئے درواز پر آکر آپؒ کو ا[illegible]تھ اندر لے گئے۔ ساتوں دروازوں پر مقرر خلفیے حاضر ہو گئے اور منتظر تھے [illegible]ں نو وارد کو کس کی تربیت میں سپرد کیا جائے گا، پر اِدھر بھی معاملہ روایت کے برعکس ہوا کہ مخدوم اعلمؒ نے خود فرمایا کہ اس نوجوان کا کام علحیدہ ہے اس کی تربیت میں خود کروں گا۔ ۹

"نوازشھائے فرمود خلفاء ہفتگاں کہ بہفت در متعین بوَدند بنا بر معتاد کہ تفویض طالبان پیکے از آنہاں میشدُ حاضر آمدند حضرتِ مخدوم فرمودند کہ کار ایں جوان علحیدہ است ما خود تربیتش می کُنم" ۱۰

حضرت علامہ موصوفؒ اپنے مرشد کامل مخدوم اعلم کی اس نوازش اور تربیت کا ایک جگہ یوں تذکرہ کرتے ہیں۔

بارچوں در خدمتِ او یافتم
روی دل از غیر خدا تا ختم
چوں نظر کرد باین خاکسار
زور قُم آمد بہ محیط از کبار [11]

مُرشِد کاملؒ نے علامہ موصوفؒ کو مرحلہ وار اور بتدریج تطہیر قلب کر کے تربیت دینی شروع فرمائی۔ ابتدائی مرحلہ چلہ کشوں کے غلسخانوں کو جاڑے کے موسم میں صاف و پاک رکھنا، لنگر خانہ کیلئے جنگل سے لکڑی جمع کر کے لانا اور اسی طرح دوسرے کام سُپرد کیئے۔ "تعلیم باطنی فرمودند کہ از جنگل ہیزم آوردہ باشد در ہماں اثناء روداد خلوت اربعین در ایام شدت سرما شدہ بہ پاک کردن متوضائے چلہ کشاں شد چندگاہ در خدمت حضور ماندہ داد مجاہدہ وخدمت دادہ نظری بر مراعات" [12]

علامہ صرفیؒ نے دفعتاً دنیاوی لوازمات، نفسانی خواہشات اور فانی جذبات کو قابو میں کرلیا۔ سلوک کے منازل اور مقامات کو سخت محنت و ریاضت اور مجاہدہ کے بعد سر کرلیا۔ مرشد کامل حضرت مخدومؒ اس نوارد طالب مولانا صرفیؒ کی لگن اور محنت دیکھ کر مطمئین ہوگئے اور علامہ موصوفؒ کو خلعت ارشاد سے نواز کر اپنی خانقاہ میں بیٹھنے اور اعتکاف بجالانے کا حکم فرمایا۔ بتایا جاتا ہے کہ حضرتِ اُستاد کی تاریخ تدریس و تربیت میں یہ پہلا واقع تھا اپنی خانقاہ میں بیٹھنے کی اجازت مل گئی تھی۔ غرض یہاں

چالیس روز تک قیام کے بعد اُن پر سارے حقائق و معارف کے راز و رموز منکشف ہو گئے۔ اس طرح آپؒ مختصر عرصہ میں بصیرت و سلوک کے جملہ مدارج طے کر گئے اور اپنے ہم مشربوں پر سبقت لے گئے۔ اس واقع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک جگہ آپؒ خود یُوں لب کُشا ہیں۔

"تعجب مکن گر مرا نیز پیر
دراندک زمان ساخت روشن ضمیر
ز ما نیکہ گردیدہ عالم فروز
نبردہ است جُز مدت شب و روز"[۱۳]

قریباً دو سال قیام کے بعد مرشد کامل نے موصوفؒ کو مشرفِ بیعت سے نواز کر کشمیر واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

"فرقت والدین بعد اجازت ارشادِ مرخص بکشمیر شدُ مجر در سیدن بوطن"[۱۴]

اپنے وطن کشمیر پہنچ کر یہاں سالکوں اور طالبوں کی قطاریں لگی۔ اُن کو جام عرفان پلایا، معرفت، روحانیت اور سلوکیت کے راز و رموز سے واقف فرمایا۔ آپؒ یہاں لمحہ بھر کیلئے بھی کبھی چین سے نہیں بٹھیے۔ ہر وقت ملت کی فکر لگی رہتی تھی۔ سرینگر کے علاقہ درگجن میں شیخ سلطان کی بنی ہوئی خانقاہ میں آپؒ پہلے پہل مخصوص مدت تک قیام پزیر ہوئے۔ یہ خانقاہ عبادت الٰہی اور ریاضت کیلئے تعمیر کروائی تھی۔ اِدھر آپؒ نے اللہ تعالٰی کے کتنے بندوں کو جو تشنگان علم و عرفان تھے۔ علم اور معرفت الٰہی سے لبریز فرمایا۔[۱۵]

حواشی

۱ تاریخ حسن، ص ۳/ اردو ترجمہ،

۲ ایضاً ج ۳/ ص ص ۱۹۳۔۱۹۴

۳ خواجہ اعظم دیدمری، واقعات کشمیر،

۴ تاریخ حسن، ص ۳/ اردو ترجمہ،

۵ ایضاً ص ۱۲۰/

۶ ایضاً

۷ تاریخ حسن، ص ۳/ اردو ترجمہ،

۸ خواجہ اعظم دیدمری، واقعات کشمیر، ص ۱۱۰/

۹ ایضاً

۱۰ ایضاً

۱۱ شیخ یعقوب صرفیؒ، مسلک الاخیار، قلمی نسخہ

۱۲ خواجہ اعظم دیدمری، تاریخ اعظمی، قلمی نسخہ، ص ۱۱۱/

۱۳ مغازالنبی، ص ص ۱۱۰۔۱۱۱/

۱۴ تاریخ اعظمی،

۱۵ غلام حسن کھویہامی، تاریخ کشمیر ج ۳/ اردو ترجمہ